سیرت خاتم النبیین ﷺ کے بیان میں صحائف سماویہ کی تصدیقی نوعیت

سیدہ مریم شاہ*

Abstract

The seerah of Holy Prophet PBUH is the greatest asset and source of guidance for Muslims. The sources of seerah include the sacred books of other religions like in old and new testaments. Among other sources the importance of these is that they predict the qualities of Holy Prophet PBUH. What are the qualities depicted in holy books of different religions? When we analyze the qualities in the light of seerah we find that these resembles with the qualities described in other seerah sources. Not only the qualities of Holy Prophet but the time and symbols of identifications are also present in sacred books of other religions. These findings highlight the importance of seerah of Holy Prophet PBUH.

Key words: Seerah, sacred books, religion, description, qualities

تعارف:

سیرت نگاری بعثت محمد ﷺ کے عظمت، وسعت اور منصب نبوت کی نزاکتوں اور اہمیت کی مکمل تصویر پیش کرنے کا نام ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ امت مسلمہ کا عظیم سرمایہ اور مینارہ نور ہے۔ جس سے تا قیامت رہنمائی لی جاتی رہے گی۔ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرنے والوں کے لیے راہنما اصول ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت جتنی جامع اور مستند ہے اتنی کسی اور انسان بلکہ کسی اور پیغمبر کی سیرت بھی جامع اور مستند نہیں ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ کے تمام مصادر و مآخذ اپنی ثقاہت اور استناد میں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے اہم مصادر و مآخذ درجہ ذیل ہیں:

1۔ قرآن مجید	2۔ حدیث نبوی ﷺ
3۔ عربی کتب سیرت و مغازی	4۔ تفاسیر قرآن مجید
5۔ ادب و شاعری	6۔ کتب انساب
7۔ کتب اسماء الرجال	8۔ کتب تاریخ الحرمین الشریفین
9۔ کتب علم لغت	10۔ کتب فقہ
11۔ کتب شمائل و فضائل نبوی ﷺ	12۔ کتب دلائل النبوۃ

*پی ایچ ڈی اسکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج ویمن یونیورسٹی، لاہور۔

13۔ کتب جغرافیہ 14۔ کتب تاریخ اسلام

15۔ دستاویزات سیرت و معاہدات 16۔ خطبات، مکاتیب وغیرہ

17۔ قصص الانبیاء والمرسلین 18۔ کتب مذاہب مقدسہ

19۔ علم نفسیات وحکمت

سیرت النبی ﷺ کی بنیادی موضوعات ولادت مبارکہ، مبشرات اور شمائل وفضائل وغیرہ کے بیان کے سلسلہ میں قرآن مجید، کتب سیرت، اقوال صحابہ وتابعین، کتب تاریخ اسلام، کتب تفاسیر قرآن، کتب اسماء ورجال اور دیگر مآخذ کی طرح کتب مذاہب مقدسہ بھی ایک اہم ماخذ ہے۔ ان الہامی صحائف میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارات، آپ ﷺ کے شمائل وفضائل اور آپ ﷺ کی بحیثیت پیغمبر آخر الزماں ﷺ بعثت کی پشین گوئیاں کی گئی ہیں۔

ان میں آپ ﷺ کے ایسے توصیفی اسماء سے بھی یاد کیا گیا ہے جو آپ ﷺ سے پہلے کسی دوسرے پیغمبر کے لئے بیان نہیں کیے گئے۔ ان تمام مبشرات کی وضاحت وصراحت سے ایسی جامع شہادتیں ملتی ہیں کہ جن کے مصداق نبی کریم ﷺ ہی قرار پاتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے بھی ان مبشرات کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔ (1)

مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی الہامی صحائف، کتب سابقہ میں آنجناب ﷺ کے مبشرات کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "کتب سابقہ میں آپ ﷺ کا مولد، آپ ﷺ کا وطن ومسکن، آپ ﷺ کا لہجہ، آپ ﷺ کے جنگی اور اسلامی کارنامے، آپ ﷺ کے معجزات وبرکات، آپ ﷺ کے صحابہ کی نمایاں، علامات ونشانات غرض سب کچھ نہایت وضاحت سے ان کتب میں مذکور ہے اور باوجود عہد بہ عہد کی تحریفات لفظیہ ومعنویہ کے ان جواہر ریزوں پر پردہ نہ پڑ سکا ہے اور آپ ﷺ کے معجزات ظہور قدسی نے ان تحریفات کی ظلمتوں کو دور کر دیا ہے۔"(2)

اس کے علاوہ "اگر ان دعوؤں کے انکار کی یہود ونصاریٰ کے لئے کوئی گنجائش ہوتی تو بغیر ایک لمحہ کے توقف کے سبھی یہود ونصاریٰ نبی عربی ﷺ کے پاس دوڑ کر آتے اور چیلنج دیتے کہ یہ ہے تورات وانجیل دکھلاؤ، کہاں تمہارا ذکر ہے اور اہل اسلام کو لاجواب کرنے کا سنہری موقعہ ہاتھ آجاتا لیکن علماء وفضلا اور تورات وانجیل کے مدرس ومفسر اس نبی اُمی ﷺ کے دعویٰ کو جھٹلا نہ سکے بلکہ حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اور حضرت کعب الاحبارؒ وغیرہ خوش بخت لوگوں کی شہادت نے حضور ﷺ کی حقانیت کو واضح کر دیا۔"(3)

قرآن مجید میں بڑے واضح الفاظ میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا تذکرہ تورات اور انجیل میں موجود ہے: ﴿ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ

الْاِنْجِيْلِ﴾(4)

حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنی امت کو نبی کریم ﷺ کی بشارت دی:﴿ وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾(5)

ڈاکٹر صلاح الدین ثانی اپنی کتاب 'اصول سیرت نگاری' میں سیرت نگاری کا آٹھواں اصول 'انبیاء کی کتب مقدسہ' سے استفادہ کو قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اسلام دنیا کا آخری مذہب ہے لیکن اس مذہب اور مذہبی پیغمبر کا تذکرہ پچھلے تمام انبیاء نے کیا۔ آغاز اسلام میں دیگر مذاہب کے بعض علما اپنی کتب میں ہمارے پیغمبر کی نشانیاں مطالعہ کر کے دائرہ اسلام میں شامل ہوئے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کی سچائی کی نشانیاں صرف کتب سماویہ ہی میں نہیں بلکہ بعض مذاہب کی کتب میں بھی ہیں۔ سیرت نگار مستشرقین و مخالفین کی خلاف بطور الزام یا اسلام کی تائید کے لئے ان کتب سے استفادہ کر کے اسلام اور سیرت کو بہتر اور مدلل انداز میں پیش کر سکتا ہے۔"(6)

چنانچہ متاخرین میں سے بعض عربی و اردو سیرت نگاروں نے بائبل سے بطور مآخذ سیرت اخذ و استفادہ کیا۔ اور بائبل کی روایات کو کہیں اسلام سے تقابل کے لئے پیش کیا تو کہیں اسلام اور بانی اسلام کی تصدیق کے لئے۔ ذیل میں بائبل کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد بیان سیرت النبی ﷺ میں بائبل کی تصدیقی نوعیت کے بارے میں جائزہ لیا جائے گا۔

بائبل (عہد نامہ قدیم و عہد نامہ جدید)

بائبل کے ماننے والوں کے نزدیک مجموعہ بائبل میں موجود کتابیں دو طرح کی ہیں۔ ایک عہد نامہ عتیق (توریت و زبور) اور دوسری عہد نامہ جدید (اناجیل اربعہ اور کتاب اعمال) کے نام سے ہیں۔(7)

یعنی عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کا مجموعہ بائبل قرار پایا اور لفظ بائبل یونانی زبان سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ کتاب کے ہیں۔

1۔ عہد نامہ عتیق: وہ کتابیں جن کی نسبت عیسائی علما کا دعویٰ ہے کہ یہ ان پیغمبروں کی توسط سے ہم تک پہنچی ہیں جو حضرت عیسیٰ ؑ سے پہلے گزر چکے۔ ان کتابوں کے مجموعے کو عہد نامہ عتیق (Old Testament) کہتے ہیں۔

2۔ عہد نامہ جدید: وہ کتابیں جن کی نسبت ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کے الہام کے ذریعہ لکھی گئی

ہیں۔اس قسم کی کتابوں کو عہد نامہ جدید (New Testament) کہتے ہیں۔

عہد نامہ قدیم کی مشمولہ کتب:

عہد نامہ قدیم یا عتیق (Old Testament) میں تین قسم کی کتابیں شامل ہیں۔

1۔اسفار تواریخی 2۔اسفار حکمت 3۔اسفار نبوت

'اسفار' جمع ہے سفر کی جس کے معنی کتاب کے ہیں۔ عہد نامہ عتیق کی تینوں قسم کی کتب کی مجموعی تعداد 46 ہے۔ مسیحوں کا فرقہ کیتھولک یہودیوں کی 46 کتب کو تسلیم کرتا ہے اور پروٹسٹنٹ فرقہ 39 کتابوں کو مانتا ہے۔[8]

یہودیوں کا سافی فرقہ عہد نامہ عتیق کی صرف سات کتابوں کا قائل ہے۔ پانچ کتابیں خمسہ موسوی اور دو کتابیں جو یوشع اور قضات کے نام سے موسوم ہیں۔[9]

تورات (اسفار خمسہ / خمسہ موسوی):

ان مذکورہ بالا پہلے پانچ اسفار (صحیفوں) کے مجموعہ کا نام 'توریت' یا توراۃ ہے۔ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ قانون یا شریعت کے ہیں۔ خمسہ موسوی یا تورات کی تفصیل یہ ہے:

1۔کتاب پیدائش 2۔کتاب خروج 3۔کتاب احبار 4۔گنتی 5۔استثناء

عہد نامہ جدید: عہد نامہ جدید جو بائیبل کے دوسرا حصہ ہے۔ جس میں ستائیس کتابیں شامل ہیں۔ عہد نامہ جدید کی ابتدائی چار کتابوں (1۔ متی کی انجیل، 2۔ مرقس کی انجیل، 3۔ لوقا کی انجیل، 4۔ یوحنا کی انجیل) کو 'اناجیل اربعہ' کہا جاتا ہے اور آخری تمام کتابوں کو 'کتاب اعمال' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔[10] اس کے بعد 'خطوط' ہیں اور آخری کتاب 'مکاشفہ' ہے۔

انجیل: لفظ 'انجیل' معرب ہے۔ اس کا اصل یونانی لفظ 'انگلیون' تھا۔ جس کے معنیٰ بشارت اور تعلیم کے ہیں۔ اصطلاح میں اس کا اطلاق حضرت عیسیٰؑ پر نازل کردہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ہوتا ہے۔[11]

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی موجود انجیل کے بارے میں فرماتے ہیں: "انجیل در اصل نام ہے ان الہامی خطبات اور اقوال کا جو حضرت مسیحؑ نے اپنی زندگی کے آخری ڈھائی تین برس میں بحیثیت نبی ارشاد فرمائے۔ (...) آج متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی جن کتابوں کو اناجیل کہا جاتا ہے، در اصل انجیل وہ نہیں ہیں بلکہ انجیل حضرت مسیحؑ کے وہ ارشادات ہیں جو ان کے اندر درج ہیں۔[12]

اناجیل اربعہ: یہ چاروں اناجیل مختلف مجہول الحال اشخاص کی تصانیف ہیں۔ یہ یونانی زبان میں لکھی گئی تھیں ان

چاروں اناجیل میں اختلاف اور تضاد موجود ہے۔ ان اناجیل میں ہمیشہ تحریف ہوتی رہی ہے۔

عہد نامہ عتیق کی تاریخی حیثیت: تورات اور صحائف کس زبان میں ہوئے اور اب کسی زبان میں موجود ہیں یہ توسب پر واضح ہے۔ چنانچہ عہد نامہ عتیق کی استنادی حیثیت واضح کرنے سے پہلے مختصراً اس کی تاریخ تدوین کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

"سلیمانؑ کے بیٹے کے عہد میں یہود کے بارہ معروف قبائل میں سے دس بغاوت کر کے الگ ہو گئے، اور یہودیوں کی دو الگ سلطنتیں، یہوداہ (Judah) اور اسرائیل بن گئیں۔ 722ق م میں اسوریوں نے شمالی سلطنت اسرائیل (جسے اس کے پایہ تخت کے نام پر سامریہ Samaria بھی کہا جاتا ہے) پر حملہ کر کے اسے تاخت وتاراج کیا اور اسرائیلی قبائل کو قید کر کے لے گئے۔ ان میں سے کچھ مر کھپ گئے اور کچھ دوسری قوموں کا حصہ بن کر ہمیشہ کے لئے تاریخ عالم کی گم نام وادیوں میں کھوگئے۔ حتیٰ کہ اب ان کا سراغ ملنا مشکل ہے۔"[13]

اسی طرح سلاطین دوم میں لکھا ہے:

"جب بنی اسرائیل کی بد اعمالیاں حد سے بڑھ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر شاہ بابل بنو کد نصر (بخت نصر) کو مسلط کر دیا اور اس نے 586ءق م میں یروشلم پر زبردست حملے کیے اور آخری حملے میں یروشلم کو بالکل تباہ وبرباد کرڈالا اور اس کے بادشاہ صدقیاہ کو گرفتار کر کے لے گئے، بقیۃ السیف یہودی بھی گرفتار ہو کر بابل چلے گئے۔ پچاس سال کی اسیری کے بعد ایران کے بادشاہ کیخسرو (سائرس) نے انہیں رہائی دلائی اور اپنے وطن (فلسطین) جانے کی اجازت دی۔ تاہم بہت سے یہودی واپس جانے کی بجائے دوسرے ملکوں خصوصا بابل اور مصر میں پھیل گئے۔"[14]

یہی وہ زمانہ تھا جب ان کتب مقدسہ کا وجود دنیا سے ناپید ہو گیا کیونکہ یہ کتابیں یروشلم کے ہیکل میں تھیں اور یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی تھی، پچاس برس کی قید وبند اور غلامی (جب قدیم زبان عبرانی بھی آرامی میں بدل گئی) کے بعد عزراء اور نحمیاہ نبی کی کوشش سے بیت المقدس کی تعمیر کی اجازت ملی۔

رحمت اللہ کیرانوی اس حوالہ سے لکھتے ہیں:

وقوع التحريف في كتبهم أن تواتر هذا التوراة منقطع قبل زمان يوشيا بن آمون والنسخة التي وجدت بعد ثماني عشرة سنة من جلوسه على سرير السلطنة لا اعتماد عليها يقيناً، ومع كونها غير معتمدة ضاعت هذه النسخة أيضا غالبا قبل حادثة بخت نصر وفي حادثة انعدم التورة، وسائر كتب العهد العتيق عن

صفحة العالم رأسا، ولما كتب عزرا هذه الكتب على زعمهم ضاعت نسخها وأكثر نقولها في حادثة انيتوكس "[15]

عہد نامہ قدیم کے دوبارہ مرتب کروائے جانے کے بارے میں کتاب تواریخ دوم میں یوں لکھا ہے:

"اسیری اور جلا وطنی کے زمانہ میں کتب مقدسہ ضائع ہو گئیں فلسطین واپس آنے والے یہودیوں کے لئے ان کی واپسی کے تقریباً سو سال بعد عبرانی نسخہ معروف یہودی عالم اور ربی عزرا (Ezra)(458ق م)نے مرتب کرایا۔"[16]

جبکہ امریکن پیپل انسائیکلوپیڈیا میں درج ایک تحقیق کے مطابق

These is no reliable record of the making of the O.t. Canon [17]

تاہم یہودیوں کے زمانہ اسیری کے بعد اگر عذرا یا کسی اور نے تورات کا کوئی عبرانی نسخہ تیار کیا بھی تھا، تو وہ بھی تاریخی تباہی اور ترجمہ در ترجمہ ہو کر اپنی اصلیت کھونے سے محفوظ نہ رہ سکا۔[18]

عہد نامہ جدید کی تاریخی حیثیت:

عہد نامہ قدیم کی طرح عہد نامہ جدید میں شامل کتابوں کی تعداد بھی وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ عہد نامہ جدید (New Testment) کا پہلا مستند متن قرطاجنہ کی کونسل میں منظور کیا گیا جو 397ء میں منعقد ہوئی تھی۔ "بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ دوسری صدی عیسوی کے آخر سے قبل ان اناجیل کا کوئی ذکر نہیں ملتا اور پہلا آدمی جس نے اناجیل کا تذکرہ کیا وہ آرینسویں 209ء ہے۔ پھر اس کے بعد کلیمنس اسکندر یانوس 216ء میں آیا اس نے اناجیل اربعہ کو لازم التسلیم قرار دیا۔"[19]

موجودہ بائیبل (انجیل) آج جس صورت میں موجود ہے اس سے صرف موجودہ عیسائیت کے اعتقادات کا عکس ہی جھلکتا ہے اور حضرت عیسیٰ ؑ کیا تعلیمات لے کر آئے تھے اس کے بارے میں کچھ واضح طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ یہ صحیفے نہ تو خدا کا کلام ہیں اور نہ ہی حضرت عیسیٰ ؑ کا، بلکہ یہ حضرت عیسیٰ ؑ کے حواریوں بلکہ ان کے شاگردوں کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔

اناجیل اربعہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان چاروں اناجیل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جس سے ان کی تاریخی و دستاویزی حیثیت پر زد آتی ہے۔ ان اناجیل کی دستاویزی حیثیت کو ہم یوں جانچتے ہیں۔

اولا: چاروں اناجیل کے بیانات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ثانیا: چاروں انجیلوں میں ان کے مصنفین کے خیالات و تاثرات صاف طور پر نمایاں ہیں۔ متی کے مخاطب یہودی ہیں، مرقس کے مخاطب رومی ہیں، اور وہ ان کو اسرائیلیات سے روشناس کرانا چاہتا ہے، لوقا سینٹ پال کا

وکیل ہے اور دوسرے حواریوں کے خلاف اس کے دعویٰ کی تائید کرنا چاہتا ہے، یوحنا اس فلسفیانہ اور صوفیانہ خیالات سے متاثر نظر آتا ہے جو پہلی صدی عیسوی کے اواخر میں مسیحیوں کے درمیان پھیل گئے تھے۔

ثالثاً: اناجیل سب کی سب یونانی زبان میں لکھی گئی ہیں، حالانکہ حضرت عیسیٰؑ اور ان کے تمام حواریوں کی زبان سریانی تھی۔

رابعاً: اناجیل کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش دوسری صدی عیسوی سے پہلے نہیں کی گئی۔

خامساً: اناجیل کو قرآن کی طرح حفظ کرنے کا کبھی اہتمام نہیں کیا گیا ان کی اشاعت کا انحصار ابتداءً روایت بالمعنیٰ پر رہا جس میں حافظہ کے اختلال اور راویوں کے ذاتی خیالات کا اثر آنا لازمی امر تھا۔

چنانچہ پیروان مسیحؑ نے ایک مستقل کتاب کی حیثیت سے اسے محفوظ نہ رکھا بلکہ مسیحؑ کے سوانح نگاروں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کے وہی حصے درج کیے جو ان کو زبانی روایات کے ذریعے سے پہنچے تھے۔ یہ وجوہ ہیں جن کی بناء پر ہم وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ اناجیل اربعہ میں ہم کو مسیحؑ کی اصل تعلیم ملتی ہے۔[20]

تورات کی استنادی حیثیت: حقائق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ موجودہ بائبل کلام الٰہی (World of God) نہیں بلکہ مرتبین کا کلام ہے۔ پروفیسر ساجد میر اپنی کتاب میں بائیبل کی استنادی حیثیت کی وضاحت میں یوں لکھتے ہیں:

> "بائبل بالخصوص اس کے عہد عتیق کی اصلیت وحقیقت یہ ہے کہ وہ سینہ بہ سینہ روایت ہونے والی عوامی کہانیوں اور تاریخی ونیم تاریخی واقعات کا مجموعہ ہے، جسے رفتہ رفتہ تحریری شکل ملی اور بہت بعد میں جاکر اسے مذہبی دستاویز کی حیثیت حاصل ہو گئی، کیوں کہ بنی اسرائیل کی تاریخ قومیت ومذہب کا امتزاج رہی ہے۔"[21]

قرآن کریم کی رو سے وہ تورات جو حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے سامنے پیش کی، وہ اس طرح منزل من اللہ تھی جیسے قرآن کریم، لہٰذا من جملہ دیگر صحائف انبیاء کے، اس پر بھی اس حیثیت سے اعتقاد مسلمانوں کے لئے لازم ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم نے جہاں تورات کو 'منزل من اللہ' کہا تو قرآن حکیم نے دوسری طرف یہ بھی صاف اور واضح اعلان کر دیا اور دنیا کو متنبہ کر دیا کہ قوم بنی اسرائیل نے تورات کو محرف ومتغیر کر کے اسے اصلی وحی کی حالت میں برقرار نہیں رکھا۔ قرآن حکیم نے مجملاً یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہود کس طرح تورات میں ردوبدل کرتے تھے۔ بعض اوقات وہ الفاظ کو اپنی جگہ سے بدل دیا کرتے تھے۔ ارشاد الٰہی ہے:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ[22] بعض دفعہ وہ صحیح مطلب کو سمجھنے کے بعد اسے بدل دیتے تھے۔

﴿ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ﴾(23)

اور اسی طرح مطلب میں تفسیری اختلاف کر دیا کرتے تھے۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ﴾ (24)

بعض دفعہ خود لکھ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ منزل من اللہ ہے:

﴿يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾(25)

بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریف کا آغاز بہت ابتدائی زمانہ سے شروع ہو گیا تھا۔ بعض انبیائے بنی اسرائیل نے خود بھی اس کی شہادت دی ہے اور یہودیوں کے اس فعل کو مذموم قرار دیا ہے۔ بائبل میں ہے: ”سرزمین ان کے نیچے جو اس پر رہتے ہیں نجس ہوئی کہ انہوں نے شریعتوں سے عدول کیا، قانون کو بدلا، عہد ابدی کو توڑا۔“(26)

عہد نامہ جدید کی استنادی حیثیت: جہاں تک بائبل کے دوسرے حصے یعنی عہد نامہ جدید کا تعلق ہے، اس کو بھی درجہ استناد بالکل اسی طرح حاصل ہوا، جس طرح عہد قدیم کا ملا تھا، عیسائی علما کے مطابق شروع میں عیسائی بائبل بھی صرف عہد نامہ قدیم ہی پر مشتمل تھی۔

تاریخ بائبل (History of Bible) کے مصنف (F.G. Brahen) لکھتے ہیں:

There was once a time when the christian Bible did not contain both the old and new testaments

”ایک وقت تھا جب عیسائی بائبل میں پرانے اور نئے عہد نامہ کی تقسیم نہیں تھی۔“

دور حاضر کی مروجہ اناجیل حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کی عکاس نہیں ہیں بلکہ ان میں عہد بہ عہد تحریف ہوتی چلی آتی ہے اس لیے ان کی استنادی حیثیت بھی مشکوک ہے، موجودہ بائبل کلیسا کے مروجہ نظریات کی تائید کرتی ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا میں لکھا ہے:

What we have in the gospels would then be what the church it self was teaching and saying, ascribed to the historical jesus(27)

چنانچہ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد نامہ جدید (New Testament) عیسائی کلیساؤں کی بنیاد نہیں بلکہ اپنی پیداوار ہے۔

راسخ العقیدہ عیسائی علما جہاں بائبل عہد نامہ جدید میں آمیزش کو تسلیم کرنے سے گریزاں ہیں وہاں وہ اس کی تحریفات کے بھی منکر ہیں۔ جبکہ قرآن حکیم عیسائی علما کی تحریف لفظی و معنوی کو خوب کھول کر بیان فرماتا ہے۔ یہ لوگ جو کتمان حق کرتے اور ثمن قلیل کے لالچ میں آیات الٰہی کی غلط ترجمانی کرتے ہیں۔

﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۰۴۲﴾[28]

یہ جو حق و باطل کی آمیزش ہے اس سے مراد ربانی وانسانی کلام کا اختلاف ہی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اہل کتاب کتمان حق اور تحریف لفظی و معنوی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کے بارے میں بائبل کی تصدیقی حیثیت:

بائبل کی استنادی حیثیت مشکوک ہونے کے باوجود علمائے سیرت نے بائبل سے اخذ و استفادہ کیا کیوں کہ عہد بہ عہد کی تحریف کے باوجود کتب مقدسہ میں نبیؐ کا تذکرہ واضح الفاظ میں موجود ہے، اور شان رسالت کی پیشین گوئیاں واشگاف الفاظ میں کتب سابقہ میں پائی جاتی ہیں۔

ارشاد شاکر اعوان صاحب اپنے ایک مقالہ 'محامد محمد ما قبل بعثت' لکھتے ہیں:

> "کتب سماوی کے مطالعہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ہر آنے والے نبی نے جانے سے پہلے ممدوح کائنات کے آنے کی بشارت دی، اس کی نشانیاں بتائیں، اور اس کی صفات بیان کیں۔ مشرق و مغرب کے سبھی انبیاء و مصلحین نے اس روایت کو نبھایا۔ تمام آسمانی کتابیں اور الہامی صحیفے، زمانہ کے ہاتھوں ہزار ردوبدل کے باوجود آج بھی اس شہادت کی ادائیگی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ کل اگر کتب سابقہ کے علما نے زبور، انجیل، تورات اور دوسرے آسمانی صحائف میں نبی آخر الزماں کی صفات کی گواہی دی تو کتاب مقدس اور دیگر یادگاریں بدنیتوں اور بداندیشوں کی کوشش وبسیار کے باوجود آج بھی حضور سرور کونین ﷺ کی توصیف و تعریف سے مزین نظر آتی ہیں۔"[29]

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک جتنے بھی پیغمبر گزرے ان سب نے اپنے اپنے زمانہ میں آنحضور ﷺ کے لیے پیش گوئیاں فرمائیں اور اپنی امتوں کو حضور پر نور کی اس عالم میں تشریف آوری کی بشارتیں دیں۔ کتب سماویہ خصوصاً توریت و انجیل میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام و خصائص سب مذکور ہیں۔ اور قرآن مجید میں اس بات کی نشاندہی واضح الفاظ میں کی گئی ہے۔ ﴿الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ﴾[30]

قرآن کریم حضرت عیسیٰؑ کی اس خوشخبری کا تذکرہ ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو حضرت محمد ﷺ کے بارے میں دی تھی۔ ﴿وَإِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ أَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۶﴾[31]

"اور وہ وقت یاد کرو جب حضرت عیسیٰ بن مریمؑ نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس

اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہوں، مجھ سے پہلے کی کتاب توارۃ کی تصدیق کرنے والا اور میرے بعد آنے والے ایک رسول کی تمہیں خوشخبری دینے والا ہوں، جن کا نام احمد ہو گا۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔"

"اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو، کتاب اور حکمت سے، پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا: تو گواہ رہنا اور تمہارے ساتھ میں گواہوں میں سے ہوں۔"[32]

حضرت علی المرتضیٰؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے پختہ عہد لیا کہ اگر اس کی موجودگی میں حضور خاتم الانبیاء تشریف لائیں تو اس نبی پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان لا کر آپ ﷺ کی امت میں شمولیت کا شرف حاصل کرے اور ہر طرح سے حضور کے دین کی نصرت و تائید کرے اور اسی طرح انبیاء نے بھی عہد اپنی اپنی امتوں سے لیا۔[33]

اس میثاق کے مطابق یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر پیغمبر نے اپنے اپنے عہد میں حضور ﷺ کی آمد کی خبر اپنی امت کو دی اور انہیں حضور کی تشریف آوری پر ایمان لانے کی تاکید کی۔ قدیم صحائف تورد و بدل کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں لیکن تورات، زبور اور انجیل میں محمد ﷺ کا تذکرہ اب بھی واضح الفاظ میں موجود ہے۔

چنانچہ ان مقامات کے علاوہ کئی اور مواقع پر بھی قرآن نے آپ ﷺ کی تشریف آوری کی تورات، انجیل کے حوالے سے نشاندی کی ہے۔ مثلاً سورۃ البقرۃ آیات 55، 56، 63، 89، المائدہ 66، 68، الاعراف 171 وغیرہ۔

مبشرات آنحضرت ﷺ کی سلسلہ میں صحائف آسمانی سے چیدہ چیدہ بشارات کی ہر صحیفہ کے نام کے عنوان کے تحت نشاندہی درج ذیل ہے۔

تورات: تورات حضرت موسیٰؑ پر 1450ء ق م کے لگ بھگ نازل ہوئی۔ تورات جو آج کل بائبل میں شامل ہے، اس کے پانچ حصے ہیں۔ جن کو خمسہ موسوی بھی کہا جاتا ہے۔ ان میں سے پانچویں کتاب استثناء میں نبی ﷺ کی بشارت یوں ہے:

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا، دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا، اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھے۔"[34]

اس عبارت میں تین جلیل القدر پیغمبروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ پر کوہ سینا میں تورات اتری، شعیر پہاڑ پر حضرت عیسیٰؑ کو انجیل ملی اور فاران کے پہاڑ پر حضور ﷺ پر نزول قرآن ہوا۔ ابراہیم عبد اللہ یوگوی اپنی تحقیق سے ثابت کرتے ہیں:

"فاران ارض حجاز ہے، جہاں سے آفتاب اسلام طلوع ہوا۔"[35]

یہ پہاڑ مکہ معظمہ کے قریب ہے، جس میں غار حراء واقع ہے۔ فاران یا پاران۔[36]

مزید نبی کریم ﷺ کے ہاں بشارت کتاب استثناء میں یوں بیان ہے:

"میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا نہ ہو گا کہ کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے گا تو میں اس کا حساب لوں گا۔"[37]

اس بشارت کے مصداق صرف حضرت محمد ﷺ ہی قرار پاتے ہیں۔ اس کی چند وجوہ ہیں:

1. بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے نبی کا برپا ہونا واضح ہے کہ وہ بھائی بنی اسماعیل ہیں اور حضور ﷺ وہ واحد رسول ہیں جو بنی اسماعیل میں سے ہیں۔
2. حضرت موسیٰؑ کی مانند (صاحب شریعت) رسول بھی تاریخ بنی اسرائیل میں کوئی نہیں ہوا، صرف آپ ﷺ ہی حضرت موسیٰؑ کی مانند رسول ہوئے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ذکر ہوا۔

   "ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر اللہ کا گواہ ہے جیسا کہ ہم نے بھیجا تھا فرعون کی طرف ایک رسول۔"[38]
3. کلام آپ ﷺ کے منہ میں ہی ڈالا گیا۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جو لفظوں اور آیات کی صورت میں آپ ﷺ پر نازل کیا گیا۔
4. دشمنوں پر غلبہ آپ ﷺ کو حاصل ہوا اور آپ ﷺ کے دشمن دنیا ہی میں عذاب میں مبتلا ہوئے۔

چنانچہ یہ بشارت نبی آخر الزماں ﷺ پر ہی پوری اترتی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب 'خصائص الکبریٰ' میں بیان فرماتے ہیں:

"تورات میں حضور ﷺ کے وصف کے بارے میں دارمی، ابن سعد، ابن عساکر اور ابو فروہ نے کعب احبارؓ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے کہ

"محمد ﷺ بن عبد اللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینے کی جانب ہجرت کریں گے، آپ ﷺ کی مملکت شام تک ہو گی۔ آپ ﷺ بازاروں میں پھرنے والے نہیں ہوں گے۔ برائی کا بدلہ برائی

سے نہیں دیں گے بلکہ معاف کر دیں اور در گزر فرما دیں گے۔ آپ ﷺ کی امت اللہ کی بہت تعریف کرنے والی ہو گی اور ہر مسرت کے موقع پر خدا کی حمد کرے گی اور اس کی بڑائی بیان کرے گی۔ یہ لوگ اپنے ہاتھ پاؤں دھوئیں گے اور اپنی کمر پر تہمند باندھیں گے۔ نمازوں کے لئے ایسے صف بنائیں گے جیسے جنگ کے لئے بنائی جاتی ہے۔ مساجد میں ان کی دعاؤں اور تلاوت کی آوازیں اس طرح گونجیں گی جیسے شہد کی مکھیوں کی گونج ہوتی ہے۔ ان کی دعائیں آسمانوں میں سنی جائیں گی۔"(39)

زبور: زبور حضرت داؤدؑ پر 1000 ق م کے قریب نازل ہوئی۔ زبور کا باب 45 آپ ﷺ کی توصیف سے عبارت ہے۔ اس میں آپ ﷺ کا شان بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے بارے میں کثرت سے پیش گوئیاں کی گئی ہیں۔

"تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے، اس لیے خدا نے ہمیشہ تجھے مبارک کیا۔ اے زبردست تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت وشوکت ہے۔ اپنی کمر سے حمائل کر اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان وشوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائے گا۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں۔ امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ اے خدا! تیرا تخت الابد الاباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت۔ اسی لیے تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے۔ تیرے ہر لباس سے مر، عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ تیری معزز خواتین میں شاہزادیاں ہیں۔ تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گے۔ جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔ میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا۔ اس لیے امتیں ابد الاباد تیرے شکر گزاری کریں گی۔"

اس پیش گوئی میں جو اوصاف بیان ہوئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

"آپ ﷺ کا حسین وجمیل ہونا، قوی اور طاقت ور ہونا، تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ ہونا، مجاہد اور غازی ہونا، مخلوق کا آپ ﷺ کے تابع اور فرمانبردار ہونا، کپڑوں سے مشک وغیرہ سے بڑھ کر خوشبو آنا، بادشاہوں کی بیٹیاں ان کے گھرانہ میں ہونا، اولاد کا سردار ہونا، تمام لوگوں کا انہیں یاد کرنا، ان کا ہمیشہ جاری وساری رہنا۔ یہ تمام کے تمام اوصاف آپ ﷺ کے سوا کسی اور پیغمبر میں موجود نہ تھے۔ اس لیے یہ بشارت آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے متعلق ہرگز نہیں ہو سکتی۔"

حضرت داؤدؑ نے آپ ﷺ کے نزول کی خبر دی اور وحی الٰہی کے تحت اس شہر کا بھی تعین کر دیا۔ جہاں حضور ﷺ مبعوث ہونے والے تھے۔ زبور میں ہے:

"مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں بستے ہیں، وہ سدا تیری حمد کریں گے، وہ بکہ کی وادی سے گزرتے ہوئے ایک کنواں بناتے ہوئے۔"(40)

جہاں بکہ سے مراد مکہ مکرمہ کے سوا کوئی اور جگہ نہیں۔ گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے۔ اس میں ایک کنواں ہے اور اس سے مراد چاہ زمزم ہے۔(41)

زبور کے حوالے سے حضرت عیسیٰؑ یوں خطاب فرمارہے ہیں:

"کیا تم نے کتاب مقدس میں نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا، یہ خداوند کی طرف سے ہوا۔ اور ہماری نظر میں عجیب ہے اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے، دے دی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے مگر جس پر گرے گا، اسے پیس ڈالے گا۔"(42)

محمد مظفر عالم جاوید صاحب اس روایت کی تشریح یوں کرتے ہیں:

"معماروں نے یعنی اسرائیلوں نے نے جس پتھر کو رد کیا تھا وہ اسماعیل ہی تھے۔ کونے کے سرے کا جو پتھر ہوا یعنی نبوت جس کو سب سے آخر زمانہ میں ملی وہ بنی اسماعیل ہی کا ایک فرد تھا اور یہود و نصاریٰ جو بھی اس سے ٹکرائے، وہ پاش پاش ہو کر رہ گئے۔"(43)

اناجیل: اناجیل اربعہ: 1۔ متی کی انجیل، 2۔ لوقا کی انجیل، 3۔ مرقس کی انجیل، 4۔ یوحنا کی انجیل کے علاوہ ایک اور انجیل بھی ہے جس کو عیسائی علما تسلیم نہیں کرتے اور اس کو جعلی اور وضعی خیال کرتے ہیں۔ اور یہ وہ انجیل 'انجیل برناباس' ہے۔ یہ برناباس حواری کی طرف منسوب ہے اور اناجیل اربعہ کے مقابلہ میں بہت معتبر اور درجہ استناد میں کافی بڑھ کر ہے۔

اب ہم الگ الگ چاروں انجیلوں میں مرقوم نبی کریم ﷺ کی بشارات پر نظر ڈالتے ہیں۔

انجیل متی: میں تو تم کو توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔(44)

لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں وہ تم کو روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔(45)

تم اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔(46)

اس کے علاوہ بھی دیگر انجیل متی کی روایات موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک ہی شخص کے بارے میں ہیں اور وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی ہی ذات مبارکہ ہے۔

انجیل لوقا: انجیل لوقا میں انجیل متی کی پہلی بشارت حرف بحرف موجود ہے۔(47)

اس کے علاوہ بھی انجیل لوقا نبی کریم ﷺ کی آمد کی گواہی دے رہی ہے:

"اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے، میں اس کو تم پر نازل کروں گا۔"(48)

انجیل مرقس: مرقس کی انجیل میں بھی نبی کریم ﷺ کی عظمت کا اقرار انجیل متی اور انجیل لوقا کی متذکرہ بالا پہلی بشارت کے حوالے سے پہلے ہی باب میں موجود ہے:

"اور یوحنا اونٹ کے بالوں کا لباس پہنے اور چمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے رہتا، ٹڈیاں اور جنگلی شہد کھاتا تھا اور منادی کرتا تھا کہ میرے بعد وہ شخص آنے والا ہے جو مجھ سے زور آور ہے۔ میں اس لائق نہیں کہ جھک کر اس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں میں نے تم کو پانی سے بپتسمہ دیا مگر وہ تم کو روح القدس سے بپتسمہ دے گا۔"(49)

انجیل یوحنا: یوحنا کی انجیل حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔

درج ذیل پیش گوئیاں حضرت عیسیٰؑ نے نبی کریم ﷺ کی بابت کی ہیں:

"جب روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی مرضی سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔"(50)

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔"(51)

"تمہارے درمیان میں ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد آنے والا۔ جس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔"(52)

"اگر مجھ سے محبت رکھتے تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے کا ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔"(53)

ان روایات کے علاوہ بھی انجیل یوحنا میں کافی تعداد میں نبی کریم ﷺ کی ذات اطہر سے متعلقہ پیش گوئیاں موجود ہیں۔

حضور ﷺ کی نشانیاں اس میں بڑے واشگاف الفاظ میں بیان ہوئی ہیں۔

انجیل برناباس : انجیل برنباس وہ انجیل ہے۔ جسے عیسائی علمانے غیر معتبر قرار دیا ہے اور یہ انجیل ان کے ہاں ناقابل قبول ہے۔ عیسائی علما اس کو من گھڑت اور جعلی انجیل قرار دیتے ہیں۔ جبکہ مسلمان علما کے ہاں اس کا درجہ اناجیل اربعہ سے کہیں بڑھ کر ہے کیوں کہ اس کی روایات اپنے موضوعات اور بیان میں قرآن وحدیث کے بیانات سے کافی حد تک مشابہت رکھتی ہیں اور درست معلوم ہوتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا انجیل برنباس کے مصنف کے بارے میں یوں شہادت دیتے ہیں:

"بائبل میں چار انجیلیں قانونی اور معتبر قرار دے کر شامل کی گئی ہیں، ان میں سے کسی کا لکھنے والا بھی حضرت عیسیٰؑ کا حواری نہ تھا، اور ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں سے حاصل کردہ معلومات اپنی انجیل میں درج کی ہیں۔ جن ذرائع سے ان لوگوں نے معلومات حاصل کی ہیں ان کا کوئی حوالہ انہوں نے نہیں دیا ہے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ راوی نے آیا خود وہ واقعات دیکھے اور وہ اقوال سنے ہیں جنہیں وہ بیان کر رہا ہے یا ایک یا چند واسطوں سے یہ باتیں اسے پہنچتی ہیں۔ بخلاف اس کے برناباس کا مصنف کہتا ہے کہ میں مسیح کے اولین بارہ حواریوں میں سے ایک ہوں، شروع سے آخر تک مسیح کے ساتھ رہا ہوں اور اپنی آنکھوں دیکھے واقعات اور کانوں سنے اقوال اس کتاب میں درج کر رہا ہوں۔ یہی نہیں بلکہ کتاب کے آخر میں وہ کہتا ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضرت مسیحؑ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میرے متعلق جو غلط فہمیاں لوگوں میں پھیل گئی ہیں ان کو صاف کرنا اور صحیح حالات دنیا کے سامنے لانا تیری ذمہ داری ہے۔"(54)

انجیل برنباس کے وجود کا علم پہلی بار اٹھارہویں صدی کے اوائل میں ہوا جب شاہ پروشیا (Prussia) کے مشیر جے۔ ایف کریمر کسی معزز آدمی کے کتاب خانے میں اس کا نسخہ دریافت کیا۔ یہ ایطالی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ 1907ء میں ایک انگریزی پادری لانسڈیل راگ اور اس کی اہلیہ لار الاگ نے اس کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ اور 1908ء میں مصر کے ایک عیسائی عالم ڈاکٹر خلیل سعادت نے اس کا عربی ترجمہ پیش کیا۔ اور اس عربی ترجمے کو مولوی محمد حلیم انصاری نے اردو میں منتقل کر کے 1910ء میں لاہور سے شائع کیا۔(55)

انجیل برنباس پر بے بنیاد الزامات کی اصل وجہ اسلام اور پیغمبر علیہ السلام سے صلیب پرستوں کا ذاتی بغض وعناد

ہی ہے۔

بہر حال اس کتاب کے اصل ہونے پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں وہ بعینہ متی، لوقا، مرقس اور یوحنا کی انجیلوں پر بھی وارد ہوتے ہیں، گویا برناباس کی انجیل کا بہ اعتبار صحت کم از کم وہ مقام ضرور ہے جو عیسائیوں کی تسلیم کردہ دوسری اناجیل کا ہے۔ چنانچہ جس طرح علمائے سیرت نے مروجہ تورات اور انجیل سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے لیے اشتہاد کیا ہے، اسی طرح برناباس کی انجیل سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ یہ کتاب اناجیل اربعہ کی نسبت اس کی زیادہ مستحق ہے، کیوں کہ بنیادی عقائد کے معاملے میں انجیل برناباس جس قدر قرآن اور سنت نبوی سے قریب ہے، اتنی قریب عیسائیوں کی کوئی اور مقدس کتاب نظر نہیں آتی۔

برناباس حواری کی انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے آثار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خصائص کبریٰ جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء اور خاتم المرسلین کے رتبہ بلند سے سرفراز فرمایا ہے، اس قدر تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں کہ ایک عام سلیم الفکر قاری کے لیے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔[56]

انجیل برنباس میں حضرت عیسیٰ ؑ کی زبانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کئی بشارات درج ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

"جب آدم اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا تو اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی، جس کی عبارت تھی۔ لا إله إلا الله محمد الرسول الله

تب آدم ؑ نے اپنا منہ کھولا اور کہا میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے میرے پروردگار، اے میرے خدا میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میری تخلیق فرمائی لیکن میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے خبر دے کہ ان الفاظ کا کیا مطلب، (محمد الرسول اللہ) کیا مجھ سے پہلے اور بھی انسان ہوئے۔؟ خدا نے کہا، مرحبا اے میرے بندے آدم میں تجھے بتاتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جسے میں نے پیدا کیا اور وہ جسے تو نے دیکھا ہے۔ تیرا بیٹا ہے، جو دنیا میں اب سے بہت سال بعد آئے گا اور میرا رسول ہو گا۔ جس کے لئے میں نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں جب آئے گا تو دنیا کو نور بخشے گا جس کی روح ہر شے پیدا کرنے سے ساٹھ ہزار سال پہلے ملکوتی شان میں رکھی گئی تھی۔"[57]

حضرت عیسیٰ ؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی واضح بشارت دے رہے ہیں۔ وہ انجیل برنباس میں یوں درج ہے۔

"میں وہ مسیح نہیں ہوں جس کا انتظار دنیا کی تمام قوموں کو ہے۔ جیسا کہ خدا نے ہمارے باپ ابراہیم سے وعدہ کیا تھا کہ تیری نسل میں زمین کی تمام قوموں کو برکت دوں پھر جب خدا مجھے دنیا سے اٹھائے گا تو ابلیس ناپرہیز گاروں کو یہ یقین دلا کر کہ میں خدا اور خدا کا بیٹا ہوں۔ پھر یہ ملعون

فتنہ اٹھے گا جس سے میرا کلام اور میری تعلیم ناپاک ہو جائے گی یہاں تک کہ تیس صاحب ایمان رہ جائیں گے جس پر خدا دنیا پر رحم فرمائے گا اور وہ اپنا رسول بھیجے گا۔ جس کے لئے اس نے سب چیزیں بنائی ہیں جو جنوب سے طاقت کے ساتھ آئے گا اور بتوں کو بت پرستوں سمیت برباد کر دے گا۔ ابلیس سے وہ غلبہ چھین لے گا جو اسے انسانوں پر ہے۔ وہ اپنے ساتھ خدا کی رحمت، ان کی نجات کے لئے لائے گا جو اس پر ایمان لائیں گے اور مبارک وہ ہے جو اس کے کلام پر ایمان لائے گا۔"(58)

ان بشارات کے علاوہ انجیل برناباس میں حضور ﷺ کے بارے میں بے شمار اور پیش گوئیاں بھی ملتی ہیں۔ صرف برناباس کی انجیل میں ہی حضور ﷺ کے بارے میں مبشرات کا سراغ لگایا جائے تو آپ ﷺ کی سیرت پاک اور خصائل وشمائل کے بارے میں بہت وقیع معلومات ملتی ہیں۔ مثلاً آپ ﷺ کو نبیوں کا سرتاج (باب: 12) خدا کا رسول (باب:39)، باعث تخلیق کائنات (باب 39) مالک ومختار (باب 41)، آپ ﷺ کا فضائل میں سے جملہ انبیاء کی نسبت سہ چند حصہ وصول فرمانا (باب 44) رحمۃ للعالمین (باب 43) قیامت کے دن حضور ﷺ کا سر سورج کی طرح چمکنا اور انبیاء و فرشتوں کا ان کے گرد جھرمٹ ہونا (باب 54) خاتم النبیین کا نسل اسماعیل سے ہونا (باب 208) حضرت عیسیٰؑ کا اعتراف کہ میں وہ نبی نہیں ہوں (باب 94) آدمؑ کے ناخنوں پر اسم محمد ﷺ کا لکھا جانا (باب 39) اور حضور ﷺ کا دنیا کی سب چیزوں سے پہلے پیدا کیا جانا (باب 35) وغیرہ۔

رسولوں کے اعمال : حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کے حواریوں پطرس نے یوں منادی کی:

"ضرور ہے آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰؑ نے کہا کہ خداوند تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا اور یوں ہو گا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا، وہ امت سے نیست ونابود کر دیا جائے گا۔"(59)

غزل الغزلات : یہ حضرت سلیمان کے مقدس صحیفہ کا نام ہے اور آج کل بائبل (عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید) میں شامل ہے اس میں حضرت سلیمانؑ نے حضور ﷺ کی آمد کی بشارت میں اشاروں کنایوں سے کام لینے کی بجائے صاف طور پر حضور ﷺ کا اسم گرامی بتایا ہے۔

"وہ ٹھیک محمد ﷺ ہیں، وہ میرے محبوب ہیں میری جان۔"(60)

اسی صحیفہ میں آپ ﷺ کا اسم گرامی مع حلیہ مبارکہ یوں بیان کیا گیا ہے:

"میرا محبوب نورانی، گندم گوں، ہزاروں میں سردار ہے۔ اس کا سر ہیرے کا سا چمکدار ہے اس کی زلفیں مثل کوے کی کالی ہے۔ اس کا چہرہ مثال ماہتاب کے، جوان مانند صنوبر کے، اس کا گلا نہایت شیریں اور وہ بالکل محمد یعنی تعریف کیا گیا ہے، یہ ہے میرا دوست اور میرا میرے، اے بیٹیو یروشلم کی۔"(61)

اس روایت کے تمام الفاظ صراحت کے ساتھ آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس کی طرف ہی اشارہ کرتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ کے جانشین انبیاء میں سے حضرت یسعیاہؑ نے اپنے صحیفے میں جو حیرت انگیز پیش گوئی کی وہ نہایت عظیم الشان طریقے سے حضور ﷺ کی ذات اقدس میں پوری ہوئی، "ان پڑھ کو کتاب دی گئی کہ اسے پڑھ، وہ کہتا ہے کہ میں ان پڑھ ہوں، پڑھ نہیں سکتا۔"(62)

ایسی اور ایسی اور بہت سی روایات ہمیں بائبل میں ملتی ہیں، جن میں نہایت صراحت کے ساتھ نبیؑ کے بارے میں پیشین گوئیاں کی گئی ہیں۔

خلاصہ بحث

اردو سیرت نگاری میں بائبل سے بطور تصدیقی مآخذ استفادہ کرنے کا باقاعدہ رجحان انیسویں صدی عیسوی میں نظر آتا ہے۔ یہ روایت اصل میں معاندین سیرت نگاروں کے جواب میں لکھی گئی کتاب 'خطبات احمدیہ' سے چل نکلی جب سر سید احمد خان نے 1870ء میں ولیم میور کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے خود انہی کی کتاب مقدس سے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے دلائل پیش کیے گو کہ سر سید کے نظریات میں کچھ جھول تھا لیکن اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے سیرت نگاروں میں بائبل کو بطور تصدیقی مآخذ استعمال کرنے کا رجحان سامنے آیا مثلاً مولانا مودودی کی سیرت سرور عالم ﷺ، قاضی سید سلیمان منصور پوری کی رحمۃ للعالمین ﷺ، مناظر احسن گیلانی کی النبی الخاتم ﷺ، احسان الحق سلیمانی کی رسول مبین، پیر کرم شاہ الازہری کی ضیاء النبی ﷺ، غلام احمد پرویز کی معراج انسانیت، ابراہیم میر سیالکوٹی کی سیرت المصطفیٰ، محمد اشرف سیالوی کی انبیاء سابقین اور بشارات سید المرسلین اور خالد مسعود صاحب کی حیات رسول امی ﷺ اس کی چند مثالیں ہیں۔

مصادرومراجع

(1) Sadiqui, Muhammad Muzaffar Alam Javed, Urdu Main Milad un Nabi (Lahore:Fiction house, 1998), 189
(2) Sialkoti, Mir Ibrahim, Seerat ul Mustafa (Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, 1987), 1/130
(3) Siyalvi, M. Ashraf, Anbiya Sabiqeen our Basharaat Siyed ul Mursalin (Lahore: Ziya ul Quran Pablications,1988), 15
(4) Al-Airaaf : 157
(5) al-saf : 6
(6) Saani, Salahuddin, Dr., Asool e Seerat Nigari (Lahore: Maktaba e yaadgar, 2003),342-343
(7) Karaanwi, Rahmatullah, Moulana, Izhar ul Haq (Maktaba tu Siqafat ud diniya), 1/51
(8) Kitaab e muqaddas (Old and New Testament) (Lahore: Anaarkali, Bible Society, 1990)
(9) Muhammad Abdullah, Dr., Yahodiyo ka muqaddas adab, Mahnama Mukalma bin ul Mazahib, Lahore, April, 2012, 1:1, 112
(10) Khan Muhammad Yousaf, Taqabil e adyan (Lahore: Anaarkali,), 214
(11) Yugowi, Ibrahim Abdullah, Muhammad Rasool ullah ki Basharat Bible main (alturas, Jamiya dar ul uloom Baltistan), Oct.-Dec.2006), 6, 66
(12) Modoodi, Abu al alaa, Sayad, Nasraniyat Quran ki Roshni main (Lahore: Tarjaman ul Quran, 2006), 89
(13) Salateen awal, Baab:13, 19-20
(14) Salteen doom, baab: 22, 11-17
(15) Izhar ul Haq, 1:56
(16) Tawareek doom, baab: 36, 23-25
(17) The Americn people Encyclopeadia, James Masteller chicago, 1960, vol3, P 420
(18) Sajid Mir, Prof., Esaiyat ka tajziya wa mutalya (Lahore: Maktaba darul salaam, 2001), 214
(19) Cheema, Ghulam Rasool, Prof. Mazahib e Alam ka taqabli Mutalya (Lahore: Ilm wa Irfan Publisher, 2006), 61-62
(20) Nasraniyat Quran ki Roshni main, 29
(21)Esayiat ka tajziya wa mutalya, 231
(22) Al-Nisa: 42
(23) Al-baqara: 75
(24) HaMeem Al-Sajida: 45
(25) Al-baqara: 79
(26) Yasiyah: 24:5
(27) F.G. Baraiton, History of the bible, London, 1961, p:92
(28) Al-baqara: 42
(29) Awan, Irshad Shakir, Muhammad Qabil e Basit, Mahnama Fikr o nazar, Islamabad, 1079, 16:8, 274-275
(30) Al-Iraaf: 157
(31) Al-Saff: 6
(32) Al Imran : 81
(33) Al-azhari, Peer karam shah, Ziya ul Quran, 1: 248
(34) Kitab ul Istasna, 33: 1-3
(35) Yugowi, Ibrahim Abdullah, Muhammad Rasool ullah ki Basharat Bible main, 27
(36) G, N Amjad, Islam aur Dunya ky Mazahib (Lahore: Mufeed Kutab Khana, 1977), 282
(37) Kitab ul Istasna, 18: 21-25
(38) Al-Muzamil : 15

(39) Sayoti, Jalaal uddin, Khasais ul Kubra (Lahore: Fareed Book Stal), 1/32
(40) Zaboor: 85-615
(41) Urdu main Milaad un Nabi, 195
(42) Bible: 10:11-17
(43) Urdu main Milaad un Nabi,195
(44) bible : 3:-27
(45) bible: 2: 17
(46) Anjeel mata :10/17
(47) Anjeel e Loqa : 3/ 16-17
(48) Ibid: 24/43
(49) Anjeel e Muraqas : 1/ 46
(50) Anjeel Yuhanna, 16/12-13
(51) Ibid, 16: 8-9
(52) Anjeel Yuhanna, 15/26-27
(53)Anjeel Yuhanna, 14/16-17
(54) Been ul aqwami Mazahib, 183
(55) Ghazi, Irfan, Mubashiraat e Eesa Anjel e barnabas main, Siyara Dijest, Karachi, 1973, 132
(56) Ibid, 133
(57) anjeel e barnabas, 96: 111-112
(58) Ibid
(59) Rasool o Ky Amaal, 3: 21-23
(60) Tasbeehat e Suleman, 5: 12
(61) Ghazal ul Ghazlaat, 15: 10-16
(62)Yaseeyah, 29:12